Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۴۴۹ ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

بروز جمعرات

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸ | ۲۴ شعبان ۱۳۹۴ھ ۔ ۱۲ تبوک ۱۳۵۳ ہش ۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۷۴ء | نمبر ۲۰۹

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمیں اپنے بچوں کا سفاکانہ قتل گوارا ہے لیکن نبی کریمؐ کی توہین کو ہم کسی صورت گوارا نہیں کر سکتے

معاندینِ اسلام نے اس زمانہ میں ہمارے پاک رسولؐ کی جو توہین کی ہے دل اس پر خون کے آنسو روتا ہے

(۱) "اس زمانہ میں جو کچھ دینِ اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی اور جس قدر شریعتِ ربانی پر حملے ہوئے اور جس طور سے ارتداد اور الحاد کا دروازہ کھلا کیا اس کی نظیر کسی دوسرے زمانہ میں بھی مل سکتی ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس ملک ہند میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا اور چھ کروڑ اور کسی قدر زیادہ اسلام کے مخالف کتابیں تالیف ہوئیں اور بڑے بڑے شریف خاندان کے لوگ اپنے پاک مذہب کو کھو بیٹھے یہاں تک کہ وہ جو آلِ رسولؐ کہلاتے تھے وہ عیسائیت کا جامہ پہن کر دشمنِ رسول بن گئے اور اس قدر بدگوئی اور اہانت و دشنام دہی کی کتابیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں چھاپی گئیں اور شائع کی گئیں کہ جن کے سننے سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے اور دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریمؐ کی گئی دکھا" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۱-۵۲)

(۲) "ہمارے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت سے اور کوئی بڑھ کر شہادت نہیں ہمارا تو اس بات کو سنکر بدن کانپ جاتا ہے کہ جب ایک شخص کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ پیش کیا جائے تو وہ اس کو قبول نہیں کرتا اور دوسری طرف بھٹکتا پھرتا ہے" (اتمام الحجہ صفحہ ۱۲)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۲ تبوک۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت و عافیت کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں ۔

محبتِ الٰہی حاصل کرنے کی فکر کرو

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ فرمودہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۳ء میں محبتِ الٰہی اور اس کی بنیادی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:-

"ہر نیکی کی جڑھ محبت ہے جب تم اس رستہ پر چل پڑو گے تو سب کمزوریاں دُور ہو جائیں گی اس وقت تمہاری مثال اس کپڑے کی سی ہوگی جو دھوبی کے ہاتھ میں چلا جائے۔ کپڑے پر دھبہ کی فکر اسی وقت تک ہمیں ہو سکتی ہے جب تک وہ ہمارے گھر میں ہو مگر جب دھوبی اسے صابن لگا کر پتھر پر مارنا شروع کر دے تو دھبہ قائم نہیں رہ سکتا۔ اصل چیز خدا تعالیٰ کی محبت ہے جب وہ پیدا ہو جائے تو سمجھ لو کہ میلا کپڑا دھوبی کے ہاتھ میں چلا گیا وہ ضرور صاف ہوگا اس لئے محبتِ الٰہی حاصل کرنے کی فکر کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شعر میں جس کا ایک مصرعہ الہامی ہے فرماتے ہیں ؎

ہر اک نیکی کی جڑھ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑھ رہی سب کچھ رہا ہے

اتقا کیا ہے یہ خدا کی محبت کا نام ہے اور اتقا کے معنی ہیں خدا تعالیٰ کو پناہ بنا لینا اور وہ پناہ اسی کی ہو سکتی ہے جس [illegible] ہیں اس کی محبت ہو۔ پس دعائیں کرو کہ ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو اور ساری جماعت کے لئے دعائیں کرو۔ ہماری جماعت تمدن کا ایک نیا ظہور ہے۔ خدا تعالیٰ نے دنیا کی ترقیات کے مسلسل دَور رکھے ہیں اور مسیح موعودؑ کا زمانہ تمدنی ترقیات کا دَور ہے۔ میں اِس وقت اس وسیع مضمون کو چھیڑنا نہیں چاہتا صرف یہی کہتا ہوں کہ [illegible] تعاون کا زمانہ ہے [illegible] سے ایک دوسرے کی مدد کرو ہمارا کام بہت بڑا ہے مگر دعا ایک ایسا جادو اور منتر ہے کہ جس سے یہ بالکل آسان اور معمولی ہو جاتا ہے۔ ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ کے بھی یہی معنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کافروں کو ڈراتا ہے کہ تمہارے دل ایسے سیاہ کر دونگا کہ [illegible] بھی نصیب نہ ہوگی۔ اور مومن کو جرأت دلاتا ہے کہ تبلیغ سے نہیں گھبرانا چاہیئے کیونکہ دل میرے ہاتھ میں ہیں۔ اب میں دعا کرتا ہوں

(باقی صفحہ ۶ پر)

پبلشر مسعود احمد دہلوی ۔ پرنٹر سید عبدالحی ۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت ۔ دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۲ ماہ تبوک ۱۳۵۳ھ

لازوال آسمانی عزت

اسلام نے دنیوی عزت کی اہمیت کو تسلیم تو کیا ہے لیکن حقیقی عزت وہ آسمانی عزت کو ہی گردانتا ہے۔ ایسی دنیوی عزت، آسمانی عزت جس کے ساتھ نہ ہو اسکے نزدیک ایسی چیز نہیں ہے کہ ایک مومن اُس کی تمنا کرے اور اس کے حصول میں سرگرداں رہے۔ دنیوی عزت اُس وقت ہی بابرکت اور مثمر ثمرات ہوتی ہے جب آسمانی عزت اس کے ساتھ ہو۔ اور اگر آسمانی عزت کسی کو نصیب ہو جائے مگر دنیوی لحاظ سے اسے کوئی عزت اور حکومت حاصل نہ ہو تو اس سے اُس کی عزت میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ وہ بہرحال اُس ہستی کی نگاہ میں معزز و مکرم ہوتا ہے جو تمام عزتوں کی سرچشمہ ہے۔ برخلاف اس کے ایسا شخص ہرگز بھی حقیقی عزت کا حامل نہیں ہوتا جو محض دنیا والوں کی نگاہ میں معزز ہو اور خدا تعالیٰ کی نگاہ میں اسے عزو شرف کا کوئی مقام حاصل نہ ہو۔ اسی لئے ایک مومن کی تمامتر کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ خدا کی نگاہ میں معزز بنے خواہ دنیا والے اسے کمتر و حقیر اور ذلیل سمجھ کر اپنی کم عقلی اور بدبختی کا ثبوت دیتے رہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہی یاد کرایا ہے کہ اگر وہ عزت کے خواہاں ہیں تو وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں معزز بننے کی کوشش کریں اور وہ کوشش یہی ہے کہ وہ ایسے اعمال بجا لائیں جن سے خدا راضی ہو۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝ (فاطر آیت ۱۱)

ترجمہ:۔ جو کوئی عزت چاہتا ہے اسے یاد رہے کہ عزت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ پاک باتیں اُسی کی طرف چڑھ کر جاتی ہیں اور ایمان کے مطابق عمل ان کو اٹھاتا ہے۔ اور جو لوگ (تمہارے خلاف) بُری تدبیریں کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب مقدر ہے اور ان لوگوں کی تدبیر ہی تباہ ہونے والی شے ہے (ترکم)

اس آیہ کریمہ سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں وہی لوگ معزز و مکرم ہوتے ہیں جن کا ہر قول اور ہر فعل حقیقی پاکیزگی اور طہارت کا آئینہ دار ہو یا بالفاظ دیگر تقویٰ کی رُوح سے مملوء ہو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا ہے:۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (الحجرات آیت ۱۴)

ترجمہ:۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اللہ یقیناً بہت علم رکھنے والا اور بہت خبر رکھنے والا ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے اور برگزیدہ بندے اَتْقٰكُمْ کے مصداق ہوتے ہیں اس لئے وہ بدرجہ اولیٰ خدا کے نزدیک معزز و مکرم ہوتے ہیں۔ دنیا والے ان کی مخالفت کرنے اور ان کی اہانت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، وہ ان کے طرح طرح کے نام رکھتے ہیں انہیں ذلیل و حقیر سمجھتے ہیں، ان پر سراسر جھوٹے اتہامات لگاتے ہیں انہیں اپنے میں سے الگ کرکے اچھوتوں کا درجہ دیتے ہیں۔ الغرض دلآزاری اور توہین کا کوئی طریق ایسا نہیں ہوتا جسے وہ ان کے حق میں روا نہ رکھتے ہوں۔ وہ ان کی نگاہ میں ذلیل ترین انسان ہوتے ہیں لیکن خدا کی نگاہ میں ان سے زیادہ معزز و مکرم اور کوئی نہیں ہوتا۔ اب چونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آسمانی عزت حاصل ہوتی ہے اس لئے وہ دنیا والوں کی طرف سے توہین آمیز سلوک کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ انہیں جتنا زیادہ ذلیل و حقیر سمجھا جاتا ہے وہ اتنا ہی زیادہ اس میں فخر محسوس کرتے ہیں کہ اس کے صلہ میں خدا کی جناب میں ان کی عزت اور زیادہ بلند ہوگی اور وہ ان سے اور زیادہ پیار کرے گا۔ اسی لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دنیوی عزتوں کی پرواہ نہ کرنے بلکہ ہمیشہ آسمان کی لازوال عزت کے خواہاں ہونے اور اسی کے حصول کے لئے کوشاں رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھتے ہو، اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو، ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے، اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔ ضرور ہے کہ انواعِ رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا۔ سو تم اُس کو مت چھوڑو۔ اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیئے جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اُس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔ اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو، اور گالیاں سنو اور شکر کرو، اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائے گا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا اور حسرت سے مرے گا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے۔ اگرچہ سب اُسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اُس شخص کو چن لیتا ہے جو اُس کو چنتا ہے، وہ اُس کے پاس آجاتا ہے جو اُس کے پاس جاتا ہے، جو اُس کو عزت دیتا ہے وہ اُس کو بھی عزت دیتا ہے۔" (کشتی نوح صفحہ ۲۲، ۲۳)

ہمارے لئے انتہائی شکر کا مقام ہے کہ ہم خدا کے وہ منتخب بندے ہیں جن سے خدا نے آسمان پر لازوال عزت دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جن کیلئے آسمان پر لازوال عزت مقدر کر دی گئی ہو وہ ساری زمینی عزت جانے پر کب غمگین یا دلگیر ہو سکتے ہیں۔ جنہیں خدا آسمان پہ لازوال عزت دیتا ہے انہیں وہ دنیا میں ذلیل نہیں رہنے دیتا۔ وہ وقت آتا ہے اور ضرور آتا ہے جب وہ دنیا میں بھی عزت کے مقام پر فائز ہو کر رہتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رمضان کے روزے

از دارالافتاء ربوہ

قدرت نے انسان کی اصلاح کے لئے جو سامان بھی تجویز کی ہیں۔ ان میں روزہ کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ دنیاوی لحاظ سے جہاں روزہ صحت اور بیماری جیسی اعلیٰ صفات کا موجب بنتا ہے وہاں روحانی لحاظ سے خدا تعالیٰ اس کی جزا بنتے ہیں۔ یعنی لقاء الٰہی اور روحانی مشاہدات کی نعمت سے انسان کو نوازا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ الٰہی منشاء کے ماتحت چھ ماہ کے روزے رکھے۔ اس کے نتیجہ میں جو روحانی فیوض آپ پر نازل ہوئے۔ ان کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

"اس اثناء میں عجیب عجیب مکاشفات مجھ پر کھلے بعض گذشتہ انبیاء سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں پنجتن سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معہ حسنین و علی رضی اللہ عنہم و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا۔ یہ خواب نہ تھی بلکہ بیداری کی ایک قسم تھی۔ علاوہ ازیں انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا طاقت تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے تھے جن میں سے بعض چمکدار اور بعض سبز و سرخ تھے۔ ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوتی جیسا کہ اس کو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور روزہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے۔ یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا۔ اور دوسرا وہ نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہو گئی۔"

فرض روزہ ایک ابدی اور فطری صداقت ہے جس میں بے شمار کمالات پوشیدہ ہیں۔ اس لئے ہر آسمانی مذہب نے کسی نہ کسی شکل میں روزہ کو اپنے روحانی احکام کا جزو بنایا ہے اور اسلام کی تاریخ کا تو نقطۂ آغاز ہی روزہ ہے۔ "ابن اسحٰق کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال رمضان کے مہینہ میں غار حرا میں روزہ کے ساتھ اعتکاف کرتے تھے۔ بیان کیا کہ ایک سال آپ اپنے دستور کے مطابق اعتکاف میں تھے کہ حضرت جبرئیل آپ کے پاس آئے اور پہلی وحی آپ پر نازل ہوئی۔"

گویا ایک عظیم الشان کلام اور دائمی مذہب کی بنیاد جس عبادت پر رکھی گئی وہ روزہ تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ روزہ ایک ایسا بابرکت سورج ہے جس کی شعاعیں انسانیت کی تکمیل کا باعث ہیں اور ایسی فرحت بخش حرارت حق کی تلاش کرنے والوں کو عطا کرتی ہے اور ان کی روشنی میں ہی وہ ہستی پھلتی اور پھولتی ہے جس میں آسمان سے آسمان تک نظر آنے لگتے ہیں۔ شہوات کے طوفان ختم ہو جاتے ہیں اور منزل مقصود اور تخلیق انسانیت کا مقصد اعلیٰ بالکل صاف سامنے نظر آنے لگتا ہے۔

رمضان کے روزے کب فرض ہوئے

روزہ اسلام کے پانچ ارکان میں شامل ہے خدا تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کے لئے وہی مہینہ انتخاب کیا جس میں آپ ہر سال اعتکاف کرتے تھے سنہ ۲ھ میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

یا ایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون

شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدی للناس و بینٰت من الھدیٰ والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ

یعنی اے وہ جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلوں پر فرض تھے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا تم تقویٰ کی نعمت سے سرفراز کئے جاؤ۔ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہونا شروع ہوا یہ قرآن لوگوں کیلئے ہدایت فرقان اور ہدایت کی بینات پر مشتمل ہے پس جو شخص تم میں سے اس مہینہ میں موجود ہو وہ اس میں روزے رکھے۔

رمضان کی وجہ تسمیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمضان اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر گرم ہوتے ہیں۔ رمضان دعا کا مہینہ ہے نماز تزکیہ نفس کرتی ہے اور روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے اور تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔

رمضان کا چاند

رمضان کا چاند دیکھنے کا اہتمام سنت ابرار ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین رمضان کے چاند کا انتظار اس اشتیاق سے کرتے جیسے کسی معشوق کی آمد ہے ایک خاص ہماہمی اور گہماگہمی ہوتی تھی اور ایک خاص ذوق و شوق رمضان کی برکات کے حصول کے لئے ان میں پیدا ہو جاتا تھا۔ جس رات رمضان کا چاند نظر آتا اسی رات سے قیام اللیل پر عمل شروع ہو جاتا رات کو جاگنا کثرت سے نوافل پڑھنا تراویح کا اہتمام کرنا قرآن پڑھنا اور سننا اور ذکر الٰہی کرنا اس کے بعد تھوڑی دیر سو کر نماز تہجد اور سحری کے لئے اُٹھ بیٹھتے الٰہی مشاغل میں ان کی راتیں بسر ہو جاتی اور ہر رات ان کا یہی معمول رہتا۔

روزہ کے احکام

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غمّ علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلاثین

یعنی چاند دیکھ کر روزے رکھنے شروع کرو اور شوال کا چاند نظر آنے پر روزے ختم کرو۔ اگر بادل کی وجہ سے معاملہ مشتبہ ہے اور چاند نظر نہ آ سکے تو پھر شعبان کے تیس دن شمار کرو اسی طرح اگر شوال کے چاند میں یہ دقت آئے تو رمضان کے تیس روزے پورے کرو۔

اگر ایک گاؤں کے لوگ چاند دیکھ لیں تو دوسرے گاؤں والے جنہوں نے چاند نہیں دیکھا۔ چاند دیکھنے والوں کے مطابق عمل کریں اگر مطلع ابر آلود ہو اور حالت مشتبہ ہو اور ایک شخص آکر گواہی دے کہ اس نے چاند دیکھا ہے تو اس کی گواہی کو تسلیم کر لیا جائے اور اگر ایسی حالات میں عید کے چاند کے متعلق دو آدمی گواہی دیں کہ انہوں نے عید کا چاند دیکھا ہے تو ان کی گواہی تسلیم کی جائے گی لیکن اس کے لئے صرف ایک ہی آدمی کی گواہی کافی نہیں ہوگی اور اگر مطلع صاف تھا تو پھر ایک یا دو آدمیوں کی گواہی معتبر نہ ہوگی بلکہ ایک جم غفیر کی گواہی کی ضرورت ہوگی۔ سحری کا وقت یعنی طلوع فجر سے کچھ پہلے اٹھنا اور حسب خواہش اور حسب پسند کھانا کھا کر روزہ کی نیت کرنا بڑے ثواب کا موجب ہے بغیر کچھ کھائے روزہ رکھ لینا یا بہت سویرے کھا لینا پسندیدہ نہیں سمجھا گیا۔ بہرحال صبح کے طلوع ہونے سے پہلے روزہ کی نیت زیادہ بہتر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص فجر سے پہلے روزہ کی نیت نہیں کرتا اس کا روزہ نہ ہونے کے برابر ہے اسی طرح حضرت زید کی روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی۔ پھر آپ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ حضرت انس نے حضرت زید سے پوچھا سحری کھانے اور نماز میں کتنا وقفہ تھا۔ تو آپ نے فرمایا پچاس آیتیں پڑھنے پر جتنا وقت صرف ہوتا ہے اندازاً اتنا وقفہ تھا۔

(باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تلاوتِ قرآن کریم کی اہمیت اور برکات

مکرم انیس الرحمان صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک کامل شریعت قرآن کریم کی شکل میں عطا فرمائی ہے۔ اور یہ امر واضح کیا ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن کریم پر سچی اور کامل اطاعت کے ساتھ عمل پیرا ہوگا تو ایسا شخص زندگی کے ہر شعبہ میں کامیابی حاصل کریگا۔ قرآن کریم کی کامل اتباع اور پیروی اسی طرح ہو سکتی ہے کہ اس کی تعلیمات پر آگاہی حاصل کرنے کے لئے اس کی تلاوت کی جائے اور اس پر غور و فکر کیا جائے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے انسان کو قلبی سکینت اور راحت حاصل ہوتی ہے۔ دل صاف ہوتا ہے۔ اور نفس کی تاریکی دور ہو جاتی ہے اور جس کے دل میں قرآن کریم کا نور نازل ہو وہ منور اور روشن رہتا ہے اور جس کے دل میں یہ نور نہ ہو وہ ایک ویران اور غیر آباد گھر کی مانند ہے قرآن شریف کو نہایت پیار و محبت اور دلی لگن کے ساتھ پڑھنا چاہئے کیونکہ یہ کوئی معمولی کلام نہیں ہے اس کو اللہ تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھنا چاہیئے۔ اہل علم و عرفان کے نزدیک یہ امر واضح ہے کہ تلاوتِ قرآن سے ایک خاص لذت اور سرور ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کو یہ سرور و لذت حاصل کرنے کا موقع عطا فرمایا ہے اور ارشاد باری ہے۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ یعنی اے مخاطب تجھے جتنا بھی قرآن کریم پڑھنا میسر آئے اس کو پڑھ لیا کرو۔ قرآن شریف کو آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیئے اور غور و تدبر کے ساتھ تلاوت کرنی چاہیئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا"

علمی اور عملی ہر دو قسم کی ترقیات کے لئے قرآن شریف کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ تقویٰ کے حصول، نورِ قلب کے حاصل کرنے، جہالت سے دوری اختیار کرنے کے لئے قرآن شریف پر تدبر و فکر نہایت ضروری ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو اور ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔"

(کشتی نوح)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تلاوت قرآن کریم کی اصل غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب و غریب اور سچا فلسفہ ہے اس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی جب تک نظام اور ترتیبِ قرآن کو مدنظر رکھا جاوے اور اس پر پورا غور نہ کیا جاوے قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے"

(الحکم ۳۱ر مارچ ۱۹۰۱ء)

احادیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن کریم کو اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا اور کبھی کبھی زبان میں لکنت آ جاتی ہے مگر وہ شوق سے قرآن کریم کو پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو دوگنا ثواب عطا فرمائیگا۔

حضرت عائشہ رضی بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کی تلاوت میں ماہر ہے وہ قیامت کے روز فرمانبردار فرشتوں کے ساتھ ہو گا اور جو شخص قرآن شریف پڑھتا ہے اور لکنت کی وجہ سے اس کا پڑھنا دشوار ہے اس کے لئے دوگنا ثواب ہے۔ (حدیث مسلم)

قرآن شریف کو رسم کے طور پر اور محض وظیفہ کے طور پر نہیں پڑھنا چاہیئے بلکہ پڑھنے والا اس کے مضامین پر غور و فکر کرے اور جہاں رحمت کا ذکر آئے تو رحمت کے لئے دعا مانگی جائے اور جہاں عذاب کا ذکر آئے وہاں استغفار کرنا چاہیئے یہی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور ارشاد ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:-

"انسان کو چاہیئے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے جہاں عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے اور ان بداعمالیوں سے بچے جنکے باعث وہ قوم تباہ ہوئی بلا مدد وحی کے ایک بالائی منصوبہ جو کتاب اللہ کے ساتھ ملاتا ہے۔ وہ اس شخص کی ایک رائے ہے جو کہ کبھی باطل بھی ہوتی ہے۔ اور ایسی مخالفت احادیث میں موجود ہے جو محدثات میں داخل ہو گی۔ رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے۔ اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اس نے صرف کرنا ہے۔ وہی قرآن شریف کے تدبر میں لاوے دل کی اگر سختی ہو تو اس کے نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے۔ کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے۔ جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے۔ کہ یہی رحمتِ الٰہی میرے شامل حال ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے۔ کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے پھر آگے چل کر اور قسم کا پھول چنتا ہے پس چاہئے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اٹھاوے اپنی طرف سے الحاق کی کیا ضرورت ہے ورنہ پھر سوال ہوگا کہ تم نے ایک نئی بات کیوں بڑھائی۔ خدا کے سوا اور کسی کی طاقت ہے کہ کہے کہ فلاں راہ سے سورۃ یاسین پڑھو گے تو برکت ہو گی۔ ورنہ نہیں"

(الحکم ۳۱ر جنوری ۱۹۰۰ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں غور و فکر اور تقویٰ و طہارت کے ساتھ قرآن شریف کی تلاوت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

تلاوت قرآن کریم کے طریق

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ قرآن بھی انہی لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ ابتداء میں قرآن کے دیکھنے والوں کا تقویٰ یہ ہے کہ جہالت اور حسد اور بخل سے قرآن شریف کو نہ دیکھیں بلکہ نورِ قلب کا تقویٰ ساتھ لے کر صدقِ نیت سے قرآن شریف کو پڑھیں۔

(الحکم ۳۱ر اگست ۱۹۰۱ء)

۲۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔ (الحکم ۲۴ر جون ۱۹۰۲ء)

۳۔ جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھے۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کرے۔ اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسروں سے دریافت کر کے فائدہ پہنچائے۔ (الحکم ۱۷ر جولائی ۱۹۰۲ء)

۴۔ خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا بھی عبادت ہے۔

(الحکم ۲۴ر مارچ ۱۹۰۳ء)

۵۔ قرآن شریف تدبر و فکر اور غور سے پڑھنا چاہیئے حدیث شریف میں آیا ہے رُبَّ قَارِئٍ یَلْعَنُہُ الْقُرْآنُ۔ یعنی بہت ایسے قرآن کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت سے گذر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر اور غور سے پڑھنا چاہیئے اور پھر اس پر عمل کیا جاوے۔

(الحکم ۲۴ر مارچ ۱۹۰۷ء)

۶۔ قرآن تمہارا محتاج نہیں۔ پر تم محتاج ہو کر قرآن کو پڑھو۔ سمجھو اور سیکھو۔ جب کہ دنیا کے معمولی کاموں کے واسطے تم استاد پکڑتے ہو تو قرآن شریف کے واسطے استاد کی ضرورت کیوں نہیں۔ کیا بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی قرآن شریف پڑھنے لگے گا۔ بہرحال معلم کی ضرورت ہے۔ حبیب مسجد کا معلم ہمارا معلم ہو سکتا ہے تو کیا وہ نہیں ہو سکتا جس پر خود قرآن شریف نازل ہوا ہے۔ (الحکم ۱۰ر اگست ۱۹۰۷ء)

درخواستِ دعا

میرے چچا نصیر احمد صاحب جو پچھلے دنوں سکوٹر کے حادثہ میں دائیں ٹانگ پر چوٹ آئی جسکی وجہ سے ہڈی ٹوٹ گئی تھی اب میو ہسپتال سے فارغ ہو کر گھر آ گئے ہیں مکمل شفایابی کیلئے احباب کرام سے درخواستِ دعا ہے۔ (ملک مظفر احمد کاتب الفضل ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ اسلام

صحابہ کرامؓ کی تکالیف کا نمونہ

ابتداء اسلام میں قریش مکہ کی طرف سے مسلمانوں کو جو تکالیف پہنچیں۔ اُن کو وہی جانتے تھے جن کو یہ مصائب جھیلنے پڑے۔ مگر ہاں تاریخ نے جہاں تک ان واقعات کو محفوظ رکھا ہے اور وہ یقیناً اصل واقعات سے بہت کم ہیں۔ ان کا نمونہ درج ذیل ہے:-

حضرت عثمانؓ بنو امیہ میں سے تھے اور ایک نسبتاً پختہ عمر کے اور مرفہ الحال آدمی تھے لیکن قریش کے مذکورہ بالا فیصلہ کے بعد ان کے چچا حکم بن ابی العاص نے ان کو رسیوں سے باندھ کر پیٹا اور ان بیچاروں نے سامنے سے اُف تک نہیں کی۔

زبیرؓ بن العوام قبیلہ اسد سے تھے اور ایک جوانمرد آدمی تھے مگر ان کا ظالم چچا ان کو چٹائی میں لپیٹ کر اُن کے ناک میں آگ کا دُھواں دیا کرتا تھا کہ اسلام سے باز آجاویں مگر وہ بڑی خوشی کے ساتھ اس تکلیف کو برداشت کرتے اور کہتے کہ میں صداقت کو پہچان کر پھر انکار نہیں کر سکتا۔

سعیدؓ بن زید جو حضرت عمرؓ کے بہنوئی تھے بنو عدی سے تھے اور اپنے حلقہ میں معزز تھے لیکن جب عمرؓ بن الخطاب کو ان کے اسلام کا علم ہوا تو وہ انہیں گرا کر اُن کی چھاتی پر سوار ہو گئے اور اسی کشمکش میں اپنی بہن کو بھی زخمی کیا۔

عبداللہؓ بن مسعود جو قبیلہ ہذیل میں سے تھے انہیں قریش نے عین صحن کعبہ میں مار مار کر ہلکان کر دیا۔

ابوذر غفاریؓ کو قریش نے اتنا پیٹا کہ مارتے مارتے زمین پر بچھا دیا اور قریب تھا کہ جان سے مار ڈالتے مگر عباس بن عبد المطلب نے یہ کہہ کر ان کو قریش سے چھڑایا کہ "جانتے ہو کہ یہ شخص بنو غفار میں سے ہے جو تمہارے شامی تجارت کے راستہ پر آباد ہیں، اگر ان کو علم ہوا تو تمہارا راستہ روک دیں گے"۔ یہ سختیاں اُن لوگوں پر تھیں جو طاقتور قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے مگر جو حال غلاموں اور دوسرے کمزور لوگوں کا تھا وہ پڑھ کر تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ذیل کی چند مثالیں قریش کے مظالم کا صرف ایک معمولی نمونہ ہیں:-

بلالؓ بن رباح امیہ بن خلف کے ایک حبشی غلام تھے۔ امیہ اُن کو دوپہر کے وقت جبکہ اُوپر سے آگ برستی تھی اور مکہ کا پتھریلا میدان بھٹی کی طرح تپتا تھا، باہر لے جاتا اور ننگا کر کے زمین پر لٹا دیتا اور بڑے بڑے گرم پتھر اُن کے سینہ پر رکھ کر کہتا لات اور عزیٰ کی پرستش کر اور محمدؐ سے علیحدہ ہو جا۔ ورنہ اسی طرح عذاب دے کر مار دوں گا۔ بلالؓ زیادہ عربی نہ جانتے تھے بس صرف اتنا کہتے احد احد یعنی اللہ ایک ہی ہے اللہ ایک ہی ہے۔ اور یہ جواب سُنکر امیہ اور تیز ہو جاتا اور ان کے گلے میں رسہ ڈال کر انہیں شریر لڑکوں کے حوالہ کر دیتا اور وہ ان کو مکہ کی پتھریلی گلی کوچوں میں گھسیٹتے پھرتے جس سے ان کا بدن خون سے تر بتر ہو جاتا۔ مگر ان کی زبان پر سوائے احد احد کے اور کوئی لفظ نہ آتا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان پر یہ جور و ستم دیکھے تو ایک بڑی قیمت پر خرید کر انہیں آزاد کر دیا۔

ابو فکیہؓ صفوان بن امیہ کے غلام تھے ان کو بھی یہ لوگ اسی طرح گرم زمین پر لٹا دیتے اور سینے پر اتنے اتنے بھاری پتھر رکھتے کہ اُن کی زبان باہر نکل آتی۔

عامرؓ بن فہیرہ بھی ایک غلام تھے انہیں بھی اسلام کی وجہ سے سخت تکالیف دی جاتی تھیں ان کو حضرت ابوبکرؓ نے خرید کر اپنے پاس بکریاں چرانے پر نوکر رکھ لیا۔

لبینہؓ بنو عدی کی لونڈی تھی اسلام لانے سے پہلے عمرؓ اس کو اتنا مارتے کہ مارتے مارتے تھک جاتے لیکن جب ذرا دم لے لیتے تو پھر اسی طرح مارنا شروع کر دیتے وہ سامنے سے صرف اتنا کہتی کہ عمر اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو خدا اس ظلم کو بے انتقام نہیں چھوڑے گا۔

زنیرہؓ بنو مخزوم کی لونڈی تھی ابوجہل نے اسے اس بے دردی سے پیٹا کہ اس کی آنکھیں جاتی رہیں۔ ابوجہل اس کی طرف اشارہ کر کے طنزاً کہا کرتا تھا کہ "اگر اسلام سچا ہوتا تو کیا بھلا اسے مل جاتا اور ہم محروم رہتے"۔

صہیبؓ بن سنان رُومی ہرچند کہ اب غلام نہ تھے اور تھے بھی نسبتاً خوشحال لیکن قریش ان کو اتنا پیٹتے کہ اُن کے حواس مختل ہو جاتے۔ یہ وُہی صہیب ہیں جن کو حضرت عمرؓ نے زخمی ہونے پر امام صلوٰۃ مقرر کیا تھا اور انہوں نے ہی حضرت عمرؓ کا جنازہ پڑھایا تھا۔ (اسد الغابہ و تاریخ کامل)

خبابؓ بن الارت بھی اب غلام نہ تھے بلکہ آزاد تھے اور لوہار کا کام کرتے تھے مگر ایک دفعہ قریش نے اُن کو پکڑ کر انہی کی بھٹی کے دہکتے ہوئے کوئلوں پر اُلٹا لٹا دیا اور ایک شخص اُن کی چھاتی پر چڑھ گیا تاکہ کروٹ نہ بدل سکیں چنانچہ وہ کوئلے اسی طرح جل جل کر ان کے نیچے ٹھنڈے ہو گئے۔ خبابؓ نے مدتوں کے بعد حضرت عمرؓ سے یہ واقعہ بیان کیا اور اپنی پیٹھ کھول کر دکھائی جو زخموں کے داغوں سے بالکل سفید تھی۔ خبابؓ کے متعلق یہ روایت بھی آتی ہے کہ ایک دفعہ مکہ کے ایک رئیس عاص بن وائل نے ان سے کچھ تلواریں بنوائیں اور جب خباب نے قیمت کا مطالبہ کیا تو وہ کہنے لگا کہ تم لوگ یہ دعویٰ کرتے ہو کہ جنت میں انسان کو ہر قسم کی نعمت سونا اور چاندی وغیرہ حسب خواہش ملے گی سو تم اپنی تلوار کی قیمت مجھ سے جنت میں آکر لے لینا کیونکہ واللہ اگر تمہیں جنت میں جانے کی توقع ہے تو مجھے تو بدرجہ اولیٰ ہونی چاہیئے اور یہ کہکر قیمت دینے سے انکار کر دیا۔

عمارؓ اور ان کے والد یاسرؓ اور ان کی والدہ سمیہؓ کو بنی مخزوم جن کی غلامی میں سمیہ کسی وقت رہ چکی تھیں اتنی تکلیف دیتے تھے کہ ان کا حال پڑھ کر بدن پر لرزہ پڑنے لگتا ہے۔ ایک دفعہ جب ان فدائیان اسلام کی جماعت کسی جسمانی عذاب میں مبتلا تھی اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس طرف آنکلے۔ آپ نے ان کی طرف دیکھا اور دردمندانہ لہجہ میں فرمایا صبراً آل یاسر فان موعدکم الجنۃ۔ "اے آل یاسر صبر کا دامن نہ چھوڑنا کہ خدا نے تمہاری انہی تکلیفوں کے بدلے میں تمہارے لئے جنت تیار کر رکھی ہے۔" آخر یاسرؓ تو اسی عذاب کی حالت میں جاں بحق ہو گئے اور بوڑھی سمیہ کی ران میں ظالم ابوجہل نے اس بے دردی سے نیزہ مارا کہ وہ ان کے جسم کو کاٹتا ہوا ان کی شرمگاہ تک جا نکلا اور اس بے گناہ خاتون نے اسی جگہ تڑپتے ہوئے جان دیدی۔ اب صرف عمارؓ باقی رہ گئے۔ ان کو بھی ان لوگوں نے انتہائی عذاب اور دُکھ میں مبتلا کیا اور اُن سے کہا کہ "جب تک محمدؐ کا کفر نہ کرو گے اسی طرح عذاب دیتے رہیں گے"۔ چنانچہ آخر عمارؓ نے سخت تنگ آکر کوئی نازیبا الفاظ منہ سے کہہ دیئے جس پر کفار نے انہیں چھوڑ دیا۔ لیکن اس کے بعد عمارؓ فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زار زار رونے لگے۔ آپؐ نے پوچھا "کیوں عمارؓ کیا بات ہے؟" انہوں نے کہا۔ "یا رسول اللہؐ میں ہلاک ہو گیا۔ مجھے ظالموں نے اتنا دُکھ دیا کہ میں نے آپؐ کے متعلق کچھ ناگفتنی الفاظ منہ سے کہہ دیئے"۔ آپؐ نے فرمایا۔ "تم اپنے دل کا حال کیسا پاتے ہو؟" اس نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ میرا دل تو اسی طرح مومن ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت میں اسی طرح سرشار"۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر خیر ہے۔ خدا تمہاری اس لغزش کو معاف کرے۔

(بخاری و مسلم)

ادبار سے بچنے کا طریق

اگر ہم چاہتے ہیں کہ قعر مذلت میں گرنے سے محفوظ رہیں تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ قرآن کریم کو حرز جان بنائیں۔ خود بھی اس کے نور سے منور ہوں اور اپنی نسلوں کو بھی اس نعمت سے حصہ دلانے میں غفلت نہ برتیں۔

ایک طریق اس نعمت سے متمتع ہونے کا یہ ہے کہ انصار اللہ کے سہ ماہی امتحانوں میں آپ پوری تیاری کے ساتھ شامل ہوں۔

(قائد تعلیم انصار اللہ مرکزیہ)

تجربہ کار، ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ اُستاد

تعلیمی معجزہ

- نصف انگریزی یعنی ٹینسز مکمل (TENSES A.V. & P.V.)
- صرف ایک ہفتہ میں ۱۶۸۰ مختلف قسم کے فقرات خود بنانا سیکھئے۔
- ڈیڑھ صد سے زائد صفحات کا تحریری کام۔ سکول کالج کے طلبہ کے لئے نادر موقعہ۔ مزید براں - میٹرک یقینی وظیفہ گروپ۔
- نہم دہم۔ انگریزی۔ ریاضی۔ سائنس۔ ڈرائنگ۔
- انٹر۔ انگریزی۔ فزکس - انفرادی ٹیوشن۔

برکات ٹیوشن سنٹر بالمقابل ڈان ریڈیو سروس دار البرکات ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیرالیون کے شہر سنگبی میں احمدیہ مسجد اور سیکنڈری سکول کا سنگِ بنیاد

تقریب میں پیراماؤنٹ چیفس، اعلیٰ سرکاری حکام اور کثیر تعداد میں عوام کی شرکت

الحمد للہ ثم الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جماعتِ احمدیہ کو مغربی افریقہ کے ملک سیرالیون میں ایک اور مسجد اور ایک اور سیکنڈری سکول تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ یہ نئی مسجد اور نیا سیکنڈری سکول سیرالیون کے شہر سنگبی میں تعمیر کیا جا رہا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

اِس نئی مسجد اور نئے سیکنڈری سکول کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب ۶ ماہ تبوک (ستمبر) کو بہت وسیع پیمانہ پر عمل میں آئی جس میں حکومت کے بعض وزراء، اعلیٰ سرکاری حکام، متعدد پیراماؤنٹ چیفس اور علاقہ کے لوگوں نے بہت کثیر تعداد میں شرکت کی اور جماعتِ احمدیہ کی اسلامی خدمات اور رفاہی سرگرمیوں کو سراہتے ہوئے اسے شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا۔ اِس تقریب کے نہایت کامیاب اور بابرکت انعقاد کے متعلق سیرالیون کے دارالحکومت فری ٹاؤن سے جو اطلاع احمدیہ تبلیغی مشن کے انچارج مبلّغِ اسلام مکرم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر کی جانب سے بذریعہ کیبل گرام موصول ہوئی ہے اس کا ترجمہ درجِ ذیل ہے:-

"فری ٹاؤن (سیرالیون) ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء بذریعہ کیبل گرام موصولہ ۹ ستمبر ۱۹۷۴ء۔
اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۶ ستمبر ۱۹۷۴ء کو سنگبی میں احمدیہ مسجد اور سیکنڈری سکول کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب بہت وسیع پیمانہ پر منعقد ہوئی۔ اِس موقع پر سیرالیون کے سماجی بہبود کے وزیر آنریبل جانے (Honorable Jannah) نے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سیرالیون میں جماعتِ احمدیہ کی خدمات کو سراہا اور اسے خراجِ تحسین پیش کیا۔ وزیرِ مملکت آنریبل ڈیٹو (Hon'able Tetto) نے سکول کی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا اور ملک کے اِس حصہ میں ایک نیا سکول تعمیر کرنے پر احمدیہ مشن کا شکریہ ادا کیا اور لوگوں پر زور دیا ہے کہ احمدیہ مشن کی طرف سے ان کے بچوں کی تعلیم اور علمی ترقی کے لئے جو سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں ان سے وہ خاطر خواہ فائدہ اُٹھائیں۔

اِس تقریب میں مذکورہ وزراء کے علاوہ اعلیٰ سرکاری حکام، علاقے کے پیراماؤنٹ چیفس اور عوام بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے اور یہ تقریب بحمد اللہ تعالیٰ بہت کامیابی اور خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔"

درخواستِ دعا

(۱) محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعتِ احمدیہ لائلپور آجکل صاحبِ فراش ہیں۔ احبابِ جماعت خاص توجہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے محترم شیخ صاحب موصوف کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

(۲) محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ بیگم خان سعید احمد خان صاحب کا مری میں اپریشن ہوا ہے۔ تاحال کمزوری بہت ہے۔ احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ آپ کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔

(۳) نصرت جہاں احمدیہ سیکنڈری سکول سانوے (لائبیریا) کے پرنسپل مکرم سردار رفیق احمد صاحب نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ ان کی اہلیہ ۷ ستمبر کو خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیریت وہاں پہنچ گئی ہیں۔ احباب سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا وہاں جانا ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور انہیں اہلِ ارضِ بلال رضی اللہ عنہ کی بے لوث خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔
(سیکرٹری مجلس نصرت جہاں)

(۴) میری بیٹی عائشہ صدیقہ کچھ دنوں سے سخت بیمار ہے۔ احبابِ جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے جلد صحت عطا فرمائے۔ آمین
(امۃ القیوم ناصر "المجوکہ" وائٹ ہاؤس ۱۱ گودام روڈ ملتان شہر)

محبتِ الٰہی حاصل کرنے کی فکر کرو

(بقیہ صفحہ اوّل)

آپ بھی دعا کریں اسلام کے غلبہ اور سلسلہ کی ترقی کے لئے بھی دعا کریں اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی سچی محبت اور عشق عطا کرے۔" (خطباتِ محمود جلد اوّل صفحہ ۱۵۶)

بس کے حادثہ میں ۲۱ افراد ہلاک اور پچاس زخمی ہو گئے

بس تیز رفتاری کے سبب چھ سو فٹ گہرے کھڈ میں جا گری

میرپور (آزاد کشمیر) ۱۱ ستمبر۔ کل صبح ٹریفک کے ایک حادثہ میں اکیس افراد ہلاک اور پچاس زخمی ہو گئے۔ زخمیوں میں گیارہ کی حالت نازک ہے۔ یہ حادثہ میرپور سے اکاون میل دور موضع ڈونگی کے مقام پر پیش آیا۔ بتایا گیا ہے کہ منیر ٹرانسپورٹ کمپنی کی بس نمبر اے جے کے ۔ ۲۳۹ جو صبح پانچ بجے میرپور سے روانہ ہوئی تھی تیز رفتاری کی وجہ سے چھ سو فٹ گہرے کھڈ میں جا گری۔ بس کے اندر صرف ۴۲ مسافروں کے بیٹھنے کی گنجائش تھی لیکن اس میں ۸۰ مسافر سوار کئے گئے تھے ان میں سے کم از کم پندرہ افراد بس کی چھت پر بھی بیٹھے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک دوسری ٹرانسپورٹ کمپنی کی بس کے ساتھ اس بدقسمت بس کے ڈرائیور نے تیز رفتاری کا مقابلہ شروع کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ سٹیئرنگ پر قابو نہ رکھ سکا اور بس گہرے کھڈ میں جا گری۔

جاپان میں طوفان سے تیرہ افراد ہلاک دو زخمی

ٹوکیو ۱۰ ستمبر۔ گذشتہ روز جنوب مغربی جاپان میں طوفان سے تیرہ افراد ہلاک اور دو زخمی ہو گئے۔ پولیس نے اطلاع دی ہے کہ طوفان سے کیشو اور شیکو کے جزیرہ میں زبردست تباہی ہوئی ہے۔ پولیس کے مطابق تقریباً ۲۵۳۰۰ مکانات زیرِ آب آ گئے ہیں جبکہ ۳۷ مکان تباہ ہو گئے ہیں۔ طوفان کی وجہ بارش بتائی جاتی ہے۔ زبردست بارشوں سے کئی مقامات پر مٹی کے تودے گر گئے۔